السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے کتب تفسیر وغیرہ میں اکثر یہ پڑھتا رہتا ہوں کہ یہ حرف زائد ہے جیسا کہ ارشاد بار تعالیٰ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ کے بارے میں کہتے ہیں کہ كَمِثْلِهِ میں کاف زائد ہے۔ ایک مدرس نے مجھ سے کہا کہ قرآن مجید میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا پورا نام زائد یا ناقص یا مجاز ہو۔ اگر معاملہ اسی طرح ہے تو ارشاد باری تعالی: وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ اور وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ کے معنی کیا ہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

محققین کے مطابق صحیح بات یہ کہ قرآن مجید میں فن بلاغت کی تعریف کے مطابق کوئی مجاز نہیں ہے قرآن مجید میں جو کچھ بھی ہے وہ اپنے مقام پر حقیقت ہی ہے۔ بعض مفسرین جو یہ کہتے ہیں کہ یہ حرف زائد ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ قواعد اعراب کے اعتبار سے زائد ہے۔ یہ معنی نہیں کہ یہ معنی کے اعتبار سے زائد ہے بلکہ عربی لغت کے مخاطب لوگوں کے ہاں اس کے معنی معروف ہوتے ہیں کیونکہ قرآن مجید عربوں کی زبان میں نازل ہوا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ:

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ میں حرف نفی مثل میں مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے اور یہ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ سے زیادہ بلیغ ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَسـَٔلِ القَريَةَ الَّتى كُنّا فيها وَالعيرَ الَّتى أَقبَلنا فيها ۖ وَإِنّا لَصـٰدِقونَ ... ٨٢ سورة يوسف

''آپ اس شہر کے لوگوں سے دریافت فرمالیں جہاں ہم تھے اور اس قافلہ سے بھی پوچھ لیں جس کے ساتھ ہم آئے ہیں، اور یقیناً ہم بالکل سچے ہیں''

تو اس مراد بستی کی ساکنین اور اصحاب قافلہ ہیں۔ عربوں کی عادت ہے کہ وہ (قریۃ) کا لفظ اہل قریہ اور (عیر) کا لفظ اصحاب قافلہ کے لیے استعمال کرتے ہین۔ یہ عربی زبان کی وسعت اور کلام کے لیے صیغوں کی کثرت کے قبیل سے ہے۔ یہ اس مجاز کے باب میں سے نہیں ہے جو اہل بلاغت کی اصطلاح میں معروف ہے لیکن یہ ان معنوں میں ضرور مجاز ہے کہ ایسا جائز ہے اور ممنوع نہیں ہے اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ:

وَأُشرِبوا فى قُلوبِهِمُ العِجلَ ... ٩٣ سورة البقرة

میں مراد (حب عجل) بچھڑے کی محبت ہے لیکن اسے مطلق اس بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اس لغت کے مخاطب ہیں وہ اس معنی کو سمجھتے ہیں۔ معنی کے بالکل واضح ہونے کی وجہ سے یہ ایجاز واختصار اختیار کیا گیا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج4ص57

محدث فتویٰ